قسط ۱۳

# مطالعۃ القرآن

از۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ عبدالعزیز علوی۔

## ۵۔ پیش آمدہ واقعات و حوادث کے مطابق قرآن کا نزول

مسایرۃ الحوادث والواقعات فی حینھا:۔ اسلامی معاشرہ کی تشکیل اور تعمیر جاری تھی۔ اور وہ مختلف مراحل سے گزر رہا تھا۔ امن اور جنگ کی حالت میں بعض نئے حالات اور ضروریات سامنے آتی تھیں۔ نئے مسائل کا سامنا ہوتا تھا دشمنوں کی طرف سے شکوک و شبہات پیدا کرنے کیلئے مختلف سوال سامنے آتے تھے۔ بعض دفعہ مسلمان کوئی غلط کام کر بیٹھتے تھے۔ اس لئے ہر موقع اور محل کے مطابق ہدایات دینے کی ضرورت پیش آتی تھی۔ اس حکمت کو چار ذیلی عنوانات میں بیان کیا جاسکتا ہے۔

ا۔ آپ کے سامنے اعدائے دین یا مسلمانوں کی طرف سے کوئی سوال پیش ہوا۔ سوال کے جواب کے سلسلہ میں آیات کا نزول ہوا مثلاً سورۃ اسراء میں فرمان باری تعالیٰ ہے کہ "یسئلونک عن الروح" وہ آپ سے روح کے بارے میں سوال کرتے ہیں۔ تو ان کو جواب دیجئے۔

الروح من امر ربی وما اوتیتم من العلم الا قلیلا۔ (آیت۸۵۔ پ۱۵)

روح میرے رب کے امر سے ہے اور تمہیں علم تو تھوڑا ہی دیا گیا ہے سورہ کہف میں فرمایا "ویسئلونک عن ذی القرنین" اور آپ سے یہ لوگ ذوالقرنین کے بارے میں سوال کرتے ہیں۔ آپ نے انہیں جواب دیجئے "ساتلوا علیکم منہ ذکرا" اس کا

تذکرہ میں ابھی تمہارے سامنے کرتا ہوں پھر آیت نمبر ۸۴ آیت نمبر ۹۲ تک ذوالقرنین کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ مسلمانوں کی طرف سے سوال کے جوابی سلسلہ میں فرمایا۔

ویسئلونک ماذا ینفقون قل العفو۔ (پ۲۔ آیت۲۱)
وہ آپ سے سوال کرتے ہیں کہ کتنا خرچ کریں فرمادیجئے جو ضرورت سے زائد ہو یعنی جتنا آسانی سے کرسکو۔ آپ نے فرمایا۔

ویسئلونک عن الیتامی قل اصلاح لهم خیروان تخالطوهم فاخوانکم والله یعلم المفسدمن المصلح۔ ولوشاء الله لاعنتکم ان الله عزیز حکیم (البقرۃ پ۲ آیت نمبر۲۲)
آپ سے یتیموں کے بارے میں سوال کرتے ہیں آپ کہہ دیجئے اس کی مصلحت کی رعایت رکھنا بہتر ہے اور اگر تم ان کو ساتھ شامل کر لو تو وہ تمہارے بھائی ہی ہیں اللہ کو علم ہے مفسد کون ہے اور مصلح کون۔ اور اللہ اگر چاہتا تو تم کو پریشانی میں ڈال دیتا اللہ یقیناً زبردست ہے حکمت والا ہے۔

اس طرح مختلف مواقع پر مختلف لوگوں کی طرف سے آپ کے سامنے سوالات پیش ہوتے رہتے ہیں اس کے مطابق مختلف اوقات میں سوالوں کے جوابات اترتے رہتے اور موقعہ و محل کی مناسبت سے قرآنی آیات کا فہم آسان ہو جاتا ہے۔

۲۔ کوئی نیا واقعہ یا قضیہ پیش آیا۔ اس کا فیصلہ یا حل قرآن کے ذریعہ آپ کو بتا دیا گیا۔ اور یہ بات واضح ہے کہ مختلف قضایا یا واقعات۔ مختلف اوقات میں پیش آتے تھے۔ اس لئے ان کی مناسبت میں مختلف اوقات میں آیات کا نزول ہوتا تھا۔ قرآن مجید میں اس کی بے شمار مثالیں ہیں۔ مثلاً سورۃ نور میں واقعہ افک کی

تفصیل۔ سورۃ احزاب میں حضرت زید اور حضرت زینب سے نکاح و طلاق کا واقعہ، سورۃ مجادلہ کے آغاز میں حضرت خولہ بنت ثعلبہ اور ان کے خاوند حضرت اوس بن صامت کے ظہار کا واقعہ۔

۳۔ کسی موقعہ پر مسلمانوں سے غلطی کا صدور ہوا تو حسب واقعہ ہدایات دی گئیں اور صحیح طرز عمل کی نشان دہی کر دی گئی اور یہ بات یقینی ہے کہ غلط طرز عمل کے مواقع مختلف تھے۔ اسی لئے حکمت کا تقاضا یہی تھا کہ انہیں مواقع پر تنبیہہ کی جاتی مثلاً جنگ احد کے واقعات پر تبصرہ و تنقید سورہ آل عمران میں کی گئی۔ غزوہ حنین اور غزوہ تبوک کے واقعات کے بارے میں آیات سورۃ توبہ میں ہیں۔ غزوہ احزاب کے بارے میں ہدایات سورۃ احزاب میں موجود ہیں۔

۴۔ مسلمانوں کے اندر جو مار آستین موجود تھے۔ ان کی سازشوں اور ریشہ دوانیوں کو مختلف مواقع پر حسب ضرورت بے نقاب کیا گیا ہے۔ اور ان کے حالات سے مسلمانوں کو آگاہ کیا جاتا رہا۔ اس سلسلہ کی سب سے زیادہ تفصیلات سورۃ توبہ اور سورۃ منافقون میں موجود ہیں۔ منافقوں کے احوال و ظروف کے ساتھ۔ مختلف مواقع پر یہود و نصاریٰ کے طرز عمل پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس طرح مسلمانوں کو ان کے مکروفریب اور سازش کا شکار ہونے سے بچایا جاتا ہے۔ ان سب ضرورتوں کا تقاضا تھا۔ کہ آیات از ضرورتوں کے مطابق حسب موقعہ و محل اترتیں۔ جس سے ان کا سمجھنا اور فائدہ اٹھانا آسان ہو گیا۔

## ۶۔ اس بات کا اثبات کہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام ہے وہ

## کسی انسان کا یا مخلوق کا کلام نہیں ہے

قرآن مجید کی مدت نزول بیس سال سے زائد ہے اور وہ مختلف مواقع پر مختلف ضروریات کے مطابق اترتا رہا اور اس میں مختلف مباحث و مسائل بیان کئے گئے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود اول سے لے کر آخر تک اس کی فصاحت و بلاغت اس کے الفاظ اور جملوں کی ترکیب و بندش میں کوئی فرق نہیں۔ اس کی سلاست و روانی اور مضامین میں کہیں کوئی تضاد اور اختلاف نہیں۔ اس کے الفاظ و تراکیب میں کہیں جھول اور کجی نہیں۔ اس لئے فرمایا۔

کتاب احکمت آیاتہ ثم فصلت من لدن حکیم خبیر۔ (سورۃ ہود پ۱۱۔ آیت نمبر۱)

یہ ایک کامل و عظیم کتاب ہے اس کی آیات مضبوط کی گئی ہیں۔ پھر کھول کر بیان کی گئی ہیں ایک حکیم باخبر کی طرف سے۔ اگر اللہ کے سوا کسی مخلوق کا کلام ہوتا۔ تو اس کا لفظی و معنوی معیار یکساں نہیں رہ سکتا تھا۔ اور نہ ہی اس کے مضامین و مباحث میں یکسانیت اور وحدت برقرار رہ سکتی تھی۔ کیونکہ مخلوق کے افکار و نظریات اور خیالات و تصورات میں تغیر و تبدل ہوتا رہتا ہے۔ اس کے علم و شعور کی سطح تمام عمر یکساں نہیں رہتی۔ نہ ہی اس کے کلام کی فصاحت و بلاغت کا معیار ایک سطح پر قائم رہتا ہے۔ اس کے جذبات و احساسات کا تغیر، اس کے مزاج پر اثرانداز ہوتا ہے غم و اندوہ اور شادمانی و مسرت کے اختلاف سے اس کے کلام کا متاثر ہونا بدیہی حقیقت ہے اس لئے سورۃ نساء میں فرمایا گیا۔

افلا یتدبرون القرآن، ولوکان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیراً۔ (پ۵ آیت نمبر۸۲)

کیا یہ لوگ قرآن پر غور نہیں کرتے؟ اگر یہ اللہ کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا تو

اس کے اندر بڑا اختلاف پاتے۔

قرآن مجید میں اختلاف و تضاد کی تمام ممکنہ صورتیں معدوم ہیں۔ اس کے برعکس کسی انسان کے عمر بھر کے کلام کو لے لیجئے۔ حضور اکرم ﷺ جو افصح العرب ہیں ان کے کلام۔ حدیث مبارک کو ہی لے لیجئے کیا تمام احادیث کو مربوط و منضبط کر کے اس سے قرآن جیسی ایک مربوط کتاب مرتب کی جا سکتی ہے۔ جس پر ابتدا سے لے کر آخر تک فصاحت و بلاغت کا معیار یکساں ہو۔ آپس میں کلام کا صوتی آہنگ اور ترکیبی یکسانیت موجود ہو، کہیں بے ربطی اور عدم اتساق کا شائبہ نہ ہو۔ اگر یہ چیز افصح العرب رسول کے کلام میں موجود نہیں تو کسی اور انسان کے کلام میں کیسے ممکن ہے۔ اس طرح یہ تدریجی نزول خود اس بات کی ایک بہتر دلیل ہے کہ ماھذا الکلام البشر کہ یہ کسی انسان کا کلام نہیں۔ اس کلام کا منبع و مصدر وہی ذات ہے جو اس کائنات کی خالق و مالک ہے اور ہر قسم کے تاثر و انفعال سے بلند و برتر ہے۔

## قرآن کے تدریجی نزول میں مربی و معلم کیلئے سبق

قرآن مجید کے تدریجی نزول پر جب یہ غور و فکر کرتے ہیں تو ہمارے سامنے یہ حقیقت عیاں ہو جاتی ہے کہ قرآن نے تعلیم و تربیت اور معاشرہ کی سیرت و کردار کی تشکیل و تعمیر میں تدریج اور سہولت کو ملحوظ رکھا ہے۔ قرآن کے نزول کا آغاز قراۃ و تعلیم کے مسئلہ سے ہوا ہے۔ پھر اس کو تھوڑا تھوڑا اتارا گیا ہے تاکہ اس کا فہم و تحفظ۔ اس پر تدبر و تفکر اور اس پر عمل میں سہولت و آسانی رہے۔ اس طرح ایک مربی اور معلم کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے طلبہ کی ذہنی سطح اور ان

کے ادراک و شعور کے معیار کو ملحوظ رکھ کر ان کی عقلی، نفسیاتی اور جسمانی صلاحیتوں کو نشوونما دے۔

تعلیم و تربیت کا آغاز ابتدائی اور سادہ باتوں سے کرے۔ پہلے اصولی باتوں کو ذہن نشین کرائے۔ اجمال سے تفصیل کی طرف جائے۔ کلیات سے جزئیات کی طرف جائے۔ ان کو ایسی باتیں نہ بتائے جن کا فہم و شعور اور حفظ و ضبط ان کیلئے ممکن نہ ہو۔ تعلیم و تربیت میں عمودی تدریج کو ملحوظ رکھے یعنی تعلیم و تربیت کا معیار آہستہ آہستہ بلند سے بلند تر کرتا جائے۔ اگر شروع میں ہی ایسی چیزوں کو پیش کیا جائے گا جن کا سمجھنا یا ان پر عمل کرنا مشکل ہو گا تو پھر طلبہ کی طبیعت پر علم و عمل کے سلسلہ میں انقباض پیدا ہو گا اور وہ اس سے جی چرانے لگیں گے۔ قرآن مجید نے پہلے علم و آگاہی سے انسانوں کے ذہنوں کی تشکیل کی۔ ان کے دلوں میں عمل کیلئے ولولہ اور تڑپ پیدا کی۔ جب تک عمل کیلئے راستہ ہموار نہ کر لیا جائے اور ذہن کسی بات کو قبول پر آمادہ نہ ہوں۔ تو اس کو منوانا یا اس پر عمل کروانا بہت مشکل ہے۔ اس لئے قرآن مجید نے شروع میں سارا زور عقیدہ و فکر کی درستگی و اصلاح پر صرف کیا۔ پھر نماز و زکوٰۃ کے مسائل نازل ہوئے۔ نظام مالیات و اقتصادیات تکمیلی مراحل آخری دور میں طے ہوئے اور سود کے بارے میں آپ نے دو ٹوک فیصلہ حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا۔ اس لئے تعلیم و تدریس اور تربیت و تعمیر سیرت کیلئے تدریج و ترتیب کا لحاظ ضروری ہے۔ اور تعلیم و تربیت کے لئے طلبہ کی ذہنی سطح کے مطابق مختلف مراحل کا تعین ضروری ہے۔ ہر مرحلہ کے مطابق مناسب تعلیم و تربیت کا نصاب مقرر ہونا چاہیئے۔ مختلف مراحل کو گڈمڈ کرنے سے مطلوبہ نتائج کا حصول ممکن نہیں رہتا۔ اور تعلیم و تربیت کا عمل متاثر